

سے تعلق پیدا کرے۔ اس دور میں اسلام کی حفاظت اور اُسے دوسروں تک پہنچانے کی صرف یہی ایک کامیاب اور مفید راہ ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ دارالعلوم دیوبند کے وجود کی افادیت کی صرف یہی ایک صورت ممکن ہے، تو بالکل حقیقت واقعی ہوگی جہاں تک موزتین کی تفسیر کا تعلق ہے، مولانا محمد قاسم نے اس پر حکیمانہ طریقہ سے بحث کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان دوسروں میں چند چیزوں سے جو پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے، تو اس سے کیا مراد ہے۔

زیر نظر رسالہ کلاسی اسلوب بڑا رواں ہے، اور اس میں تکلف اور تجملک نہیں رسالہ غیر مجلد ہے۔ صفحات ۵۲ ہیں۔ اور قیمت ایک روپیہ ہے۔

## دینی دعوت کے قرآنی اصول

از مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

بقولِ فاضلِ مصنف گو یہ کتاب آج سے پچیس برس پہلے مرتب ہوئی تھی، لیکن اب کافی رد و بدل اور معتدبہ اضافوں کے ساتھ اسے شائع کیا جا رہا ہے۔ اسی لئے ہندوستان میں آج مسلمانوں کو جن حالات سے سامنا کرنا پڑتا رہا ہے، تبلیغِ اسلام کے سلسلے میں انہیں پیش نظر رکھا گیا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں:- اگر یہ کہا جائے کہ مسلمانوں کے آج کے عہدِ مقہوریت کے لئے مکہ کی زندگی اُسوہ رسول ہے اور اس کا تقاضا ماریں کھا کر صبر و تحمل سے کام لینا ہے، تو غلط بھی ہے اور طفلِ تسلی سے زیادہ نہیں۔۔۔

اس کے بجائے مولانا موصوف کے الفاظ میں ”یہ مکہ کی زندگی اُسی وقت بن سکتی ہے کہ جب یہ مار کھانا اور پٹیا جانا کوئی مضبوط اور پائیدار نصب العین لئے ہوئے ہو۔۔۔ اس نصب العین کے تحت قوم اگر زندہ رہتی ہے تو اس سے زیادہ دعوت کی زندگی دوسری نہیں ہو سکتی۔“ اس کی زندگی میں اسلام کی دعوت دوسروں کو کس طرح دی جائے یہ کتاب اس سوال کا جواب ہے، جو مشکل ہے قرآن مجید کی آیت ”ادْعُ إِلَى سَبِيلِ

لَيْتِكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادَ لَهْمُ بِالْبَيْتِ هِيَ أَحْسَنُ رَأَى  
رَيْكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○ وَ  
لَا تَعَابِيَهُمْ فَعَابُوا بِمِثْلِ مَا عُوِّبْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ صَبْرُكُمْ لَهَا خَيْرٌ  
لِلصَّابِرِينَ ○ وَأَصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ط وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي  
ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ○ لَاقَ اللَّهُ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ يُحْسِنُونَ  
کی تشریح پر۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے  
کہ وہ اسلام کی دعوت سب قوموں تک پہنچائیں۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم جو  
دعوتی پروگرام بنائیں، اُس میں عمومی، اور عالمگیریت ہو، ورنہ یہ دعوت امر عربش  
ٹھہرے گی۔

اس دعوت کا کیا طریقہ کار ہو؟ کتاب میں اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ اڑتلا  
ہوتا ہے۔ ”تمام داعیانِ دین کا فرض ہے کہ وہ رعایتِ طبع کے تحت مخاطبین کی ذہنیوں  
کا اندازہ کر کے تبلیغ کا آغاز کریں، ورنہ بلا رعایتِ طبائع اُن کی دعوت و تبلیغ مؤثر نہیں  
ہوگی۔“ اور پھر زبان بھی ایسی استعمال کی جائے جو مخاطبین کی ذہنیت کے مناسب ہو۔“  
مبلغ چونکہ معلم اور مربی دونوں ہوتا ہے۔ اور تربیت کے معنی کسی چیز کو رفتہ رفتہ اس  
کی حد کمال تک پہنچانے کے ہیں، اس لئے تربیت کے سلسلے میں مبلغ کو تدریج و تیسرے سے  
کام لینا چاہیے۔ یعنی طالبانِ حق کو رفتہ رفتہ مطلوبہ نقطہ تک پہنچایا جائے۔

اس سلسلے میں مولانا نے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی سے ایک

مثال دی ہے۔ وہو ہذا۔

حضورؐ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کا گورنر  
اور قاضی بنا کر بھیجا تو ..... فرمایا۔ تمہیں وہاں نصاریٰ کی قوم ملے گی نہیں  
دین کی دعوت اس طرح دینا کہ اول ان کے سامنے کلمہ توحید لآ اِلٰهَ  
اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ پیش کرنا۔ جب وہ اسے قبول کر لیں تو

پھر کہنا کہ نماز کا بھی ایک فریضہ تم پر عائد ہوتا ہے۔ جب وہ اُسے قبول کر لیں تو پھر کہنا کہ تمہارے مالوں میں تم پر زکوٰۃ کا بھی ایک فریضہ آتا ہے۔ جب وہ اُسے بھی تسلیم کر لیں تو پھر روزہ کی تلقین کرنا وعلیٰ  
 ”هَذَا الْقِيَاسُ“

اسی ضمن میں مولانا طیب صاحب نے شروع اسلام میں شراب کو تدریجی طور پر  
 حرام قرار دینے کی مثال دی ہے اور آخر میں یہ لکھا ہے :-

”اگر کوئی بُرائی قدیم سے کسی قوم میں رچی ہوئی ہو، تو اس کے استیصال  
 کی صورت ہی یہ ہے کہ اس بُرائی کے چند اجزاء الگ الگ نکال کر تدریجی  
 ممانعت کی جائے ..“

زیر نظر کتاب میں فاضل مُصنّف نے تبلیغ و دعوت کے جو اصول اور طریقے بتائے  
 ہیں، اُن کی صحت و افادیت اپنی جگہ بالکل مسلم ہے لیکن موصوف کے نظریے سے وہ طریقہ  
 جس سے عام طور پر عیسائی مشنری کام لیتے ہیں، اوجھل رہا ہے۔ اور وہ ہے لوگوں کی  
 خدمت کر کے اُن کے دلوں میں اپنے مذہب کی بات آنا، یعنی اپنے عمل سے لوگوں کو  
 یہ یقین دلانا کہ ہمارا مذہب حَسَنَةُ فِي الْاٰخِرَةِ کے ساتھ حَسَنَةُ فِي الدُّنْيَا کا بھی  
 حامل ہے۔

اگر تاریخِ اسلامی کا غائر نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہوگی کہ قرونِ اولیٰ  
 میں عراق، شام، مصر اور شمالی افریقہ میں اور بعد میں برصغیر پاک و ہند میں اسلام کے لبرعت  
 پھیلنے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ اُس نے پسِ نہاہ اور مظلوم طبقات کو ایک بہتر دنیاوی دہرہ  
 دیا تھا۔ اسی لئے بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ کن دیار میں اسلام دبلے ہوئے اور غریب  
 قوم کے لئے پیغامِ نجات تھا۔

افسوس ہے مولانا طیب صاحب نے اس کتاب میں اس مسئلے کو چھوٹا سا ہی نہیں۔  
 کتاب جلد ہے۔ ضخامت بڑے سائز کے ۱۳۲ صفحات، قیمت دو روپے چھپیس پیسے۔